مولانا عبدالسلام ضعیف *

# افغانستان کے خلاف الزامات کی اصل حقیقت

افغانستان ایشیا میں اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑے اہم مقام پر واقع ہے۔ یہ برصغیر' وسط ایشیا اور خلیج کے لئے تجارتی شاہراہوں کا سنگم ہے۔ اپنی اس سماجی و سیاسی اہمیت کی بنا پر ہمارا ملک تاریخ میں ہمیشہ سے بیرونی جارحیت کا شکار رہا ہے۔ کئی عالمی طاقتوں نے ہمارے کوہستانی ملک میں اپنی طاقت آزمائی ہے مگر آخر کار افغانوں کے ناقابل شکست عزم سے شکست کھائی۔ صرف بیسویں صدی میں برطانیہ اور سوویت یونین کی دو بڑی طاقتوں کو افغانستان میں شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور نتیجے میں یہ سلطنتیں خود ہی تقسیم ہو گئیں۔

کابل میں روس نواز کمیونسٹ حکومت کے خلاف جب افغان عوام کے جہاد نے شدت پکڑی تو کریملن حکمرانوں نے کمیونسٹ حکومت کو بچانے اور اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کیل کانٹے سے لیس تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار سرخ فوج کے سپاہی افغانستان میں اتار دیئے۔ افغان مسلم قوم نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح اس غیر ملکی جارحیت کے خلاف زبردست رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے جہادی سرگرمیوں کو مزید تیز کر دیا۔ اس وقت کسی کو یقین نہیں تھا کہ غیر تربیت یافتہ اور معاشی طور پر کمزور افغان اعلیٰ تربیت یافتہ اور پیشہ ور سرخ فوج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سرخ فوج کو ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا۔ تاہم جنگ اور دباؤ میں ہمیشہ مسلمانوں نے صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کیا ہے نہ کہ مادی اشیاء پر۔ مسلمانوں کے دل میں ایمان ایک ایسا ہتھیار ہے جو تمام ہتھیاروں پر بھاری ہے سرخ فوج نے مسلمانوں کے اس ہتھیار کو ختم کرنے کے لئے ہر طرح کے حربے آزمائے مگر ہمیشہ ناکام رہے۔ انہوں نے اس قدیم دھرتی کے قریباً دو ملین بیٹوں کو شہید کیا ہے اور ہمارے ملک کا بنیادی ڈھانچا (ہیکل اساسی) تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ افغانوں کے جہاد کی دنیا بھر کے مسلمانوں نے حمایت کی اور اسی کی بدولت سرخ فوج کو ہزیمت اٹھا کر افغانستان سے نکلنا پڑا۔ روس کی یہ شکست کمیونزم اور ماسکو کے پنجوں سے کئی مشرقی یورپی ممالک کی بھی آزادی کا باعث بنی۔

کمیونزم کی فوجوں کے انخلاء کے بعد افغانستان میں جو کچھ ہوا وہ افغانستان کے مسلمانوں اور مجاہدین کی

---

* سفیر افغانستان' اسلام آباد

توقعات کے بالکل برعکس تھا' جو افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام کے خواہشمند تھے۔ سابق کمیونسٹ حکومت سے تعلق رکھنے والے بعض گروہوں نے مجاہدین کی صفوں میں اپنی جگہ بنالی اور مجاہدین کے نام پر ایسی سرگرمیاں شروع کردیں جن کا اسلام یا جہاد سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ہر کوئی اس افراتفری سے نکلنا چاہتا تھا۔ لیکن نہیں جانتا تھا کہ کون انہیں اس انتشار سے نجات دے گا اس نازک صورتحال میں افغانستان کی طالبان اسلامی تحریک فرقہ وارانہ لڑائی اور انارکی سے ملک کو نکالنے 'امن وامان قائم کرنے' علاقائی سلامتی کا تحفظ کرنے اور عوام کی زندگیوں کو نارمل سطح پر لانے کیلئے آگے بڑھی۔ آج افغانستان کے ۹۵ فیصد سے زیادہ رقبے پر امارت اسلامی افغانستان کا کنٹرول ہے اور یہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کردیا گیا ہے' جو جہاد کا مقصد اور افغان عوام کی خواہشات کا عکاس ہے۔ تاہم ابھی تک ہمیں اپنے ملک میں بیرونی سازشوں اور مداخلت کا سامنا ہے۔ غیر اسلامی طاقتیں افغانستان میں اسلامی نظام کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ وہ اسلامی حکومت کو بدنام کرنے کیلئے پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہیں۔ اسامہ' دہشت گردی کے نام نہاد تربیتی کیمپ' انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پوست کی کاشت جیسے مسائل کے بارے میں بڑھا چڑھا کر منفی پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد افغانستان میں اسلامی نظام کو کمزور کرنا اور اپنی مرضی کی کٹھ پتلی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کرنا ہے جو امریکہ روس اور دیگر ممالک کے سیاسی مطالبوں کو پورا کرسکے۔ اس طرح وہ افغانستان کے عوام سے جہاد کے ثمرات چھین لینا چاہتے ہیں۔

امریکیوں نے جہاد کی ابتداء سے ہی درج ذیل حکمت عملی اختیار کررکھی ہے۔

۱۔ افغانستان میں سوویت یونین کو شکست دینا یا اس کے مزید پھیلاؤ کو روکنا۔

۲۔ ہمارے ملک میں اسلامی حکومت کا خاتمہ کرکے اسے مغرب نواز حکومت سے بدلنا۔ امریکہ ابھی اسی ایجنڈے پر کام کررہا ہے۔ وہ افغانستان میں ایک کٹھ پتلی حکومت لانا چاہتا ہے۔ جس کے ذریعے علاقے میں امریکی مفاد پورے کئے جاسکیں۔ یہ بات تکلیف دہ ہے کہ امریکہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ افغانستان پر حالیہ پابندیاں اسی سلسلہ کی ایک گھٹیا کوشش ہے۔ یہ پابندیاں امریکی اشارے پر سلامتی کونسل نے ایسے وقت میں لگائی ہیں جب ہمارا ملک حالیہ خشک سالی اور غربت کا بدترین شکار ہے۔ معیشت اپنے آخری دموں پر ہے اور یہاں کا ہیکل اساسی مکمل طور پر تباہ ہوچکا ہے۔ ۷۰ فیصد افغان عوام خوراک کی کمی کا شکار ہیں اور لوگوں کی قوت خرید نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ اور دیگر ایجنسیوں کی طرف سے ان یکطرفہ پابندیوں کی مخالفت کے باوجود سلامتی کونسل نے یہ غیر انسانی پابندیاں سیاسی محرکات کی وجہ سے لگائی ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ پابندیاں ہمارے ملک میں "معاشی جارحیت" **Economic Invasion** کے

مترادف ہیں جن کا ارتکاب واشنگٹن اور ماسکو نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے تعاون سے کیا ہے۔ ہر باشعور انسان سمجھتا ہے کہ ان پابندیوں کا نشانہ امارت اسلامی نہیں بلکہ ملک کا اسلامی نظام ہے اگر جمہوریت کا مطلب اختلاف رائے کو برداشت کرنا ہے تو امریکہ کی طرف سے ایک اسلامی حکومت کی مخالفت ان کے اپنے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تو خود غیر ملکی مداخلت کا شکار ہیں۔ ہم اپنے عوام کو غربت اور جہالت کی گرفت سے نجات دلانے اور ملکی بحالی پر توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں تاہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کوئی پابندی اور سازش ہمیں ہماری آزادی اور اسلامی نظام کے راستے سے نہیں ہٹا سکتی جس کے لئے ہم پہلے ہی بیس لاکھ جانوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ امارت اسلامی اپنے سب پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی خواہشمند ہے۔

حالیہ جنگ کی طوالت کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ باہر سے اگر نام لیں تو روس اور انڈیا کی طرف سے افغانستان کے چند جنگ پسند حلقوں کو ہتھیاروں اور رقم کی مسلسل ترسیل کی جارہی ہے۔ ماسکو اور نئی دہلی نے "اسلامی بنیاد پرستی" کے خاتمے کے لئے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے تاکہ افغانستان میں عوامی خواہشات کے برعکس ایک کٹھ پتلی حکومت لائی جاسکے۔ کردار کشی کے ایک حربے کے طور پر ماسکو داخلی طور پر امارت اسلامی کو ہمسایہ وسط ایشیائی ممالک کے لئے ایک خطرے کے طور پر پیش کررہا ہے کہ یہ سب کچھ کریملن میں موجود طاقتوں کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہورہا ہے اسی طرح کریملن حکمران اپنے اثر ورسوخ کو وسط ایشیا تک برقرار رکھنا بلکہ مزید پھیلانا چاہتے ہیں۔ ماسکو وسط ایشیا کے قدرتی وسائل پر اپنی گرفت چھوڑنا نہیں چاہتا جو اسکی معیشت کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں' تاہم ماسکو کی الزام تراشی میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ہم اپنے وسط ایشیائی مسلمانوں کے ساتھ سینکڑوں سال سے امن سے رہتے آئے ہیں ہم مستقبل میں بھی پرامن بقائے باہمی کے اصول پر قائم ہوں گے لیکن ہم سب اب بھی اور ماضی میں بھی روس کے نوآبادیاتی منصوبوں کا شکار رہے ہیں وہ ممالک بھی ہماری طرح روسی جارحیت کا شکار ہوئے ہم سب کے مقاصد یکساں ہیں۔ افغانستان کی امارت اسلامی' وسط ایشیائی ممالک کی خوشحالی اور بہتری اور ان کے ساتھ خوشگوار قلبی تعلقات کی خواہاں ہے۔ ہم ان ممالک کے ساتھ تعاون اور تجارتی معاہدوں کے ایک نئے دور میں داخل ہونے کے خواہشمند ہیں یہ ہمارے ملک کی تعمیر نو کے لئے ضروری ہے کیونکہ ہم اپنے ہمسایہ اور دیگر دوست ممالک کے تعاون کے بغیر تعمیر نو اور بحالی کا یہ مشکل کام مکمل طور پر انجام نہیں دے سکتے۔

خوش قسمتی سے کچھ ایشیائی ممالک افغانستان کے خلاف ماسکو کے پروپیگنڈے کی حقیقت کو سمجھنے لگے

ہیں۔ ازبکستان اس کی ایک مثال ہے وہ افغانستان میں اصل حقیقتوں کو جاننا چاہتا ہے اور تمام مسائل مذاکرات سے حل کرنا چاہتا ہے۔

امارت اسلامی کی قیادت افغانستان میں امن کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہے ہمارا یقین ہے کہ افغانستان میں امن اور سلامتی اس ملک اور خطے کے دیگر ملکوں کی معاشی ترقی کیلئے لازمی ہے۔

افغانستان ایشیاء میں اپنے منفرد محل وقوع کی وجہ سے پورے براعظم میں گہرے اثرات رکھتا ہے۔ علامہ اقبال نے اسے ایشیا کا دل کہا تھا اور حقیقت بھی یہی ہے تاہم روس اور اسکے اتحادی ہمارے ملک اور اس پورے خطے میں امن کے قیام کی راہ میں افغانستان میں جنگ کے خواہش مند حلقوں کو مسلسل کثیر پہلو امداد فراہم کر کے رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں ۲۶ اکتوبر کو روسی وزیر دفاع 'اگور گیوف اور احمد شاہ مسعود کے درمیان ملاقات ہمارے ملک میں روسی مداخلت کا کھلا اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ یہ ملاقات افغان مسئلہ کے بہت سے تجزیہ نگاروں کے نزدیک مسعود کی سیاسی موت کے مترادف ہے۔ اس میٹنگ کے بعد وہ افغان عوام میں موجود معمولی حمایت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ کوئی افغان ایسے دشمن کے ساتھ اتحاد کی حمایت نہیں کر سکتا جس کے ہاتھ ابھی بھی افغان عوام کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

تمام سابقہ افغان حکومتوں کے مقابلے میں امارت اسلامی افغانستان نے پوست اور منشیات کے خاتمے کے لئے بے مثال اقدامات کئے ہیں۔ گزشتہ سال امیر المومنین ملا عمر مجاہد نے افغانستان میں ایک تہائی پوست کی کاشت پر پابندی کا فرمان جاری کیا تھا اور اس سال پوست کی کاشت پر مکمل پابندی کا حکم نامہ جاری کر دیا گیا ہے۔ امیر المومنین نے اپوزیشن کے زیر قبضہ علاقوں میں بھی لوگوں سے پوست کی کاشت کا خاتمہ کرنے کو کہا ہے دوسری صورت میں امارت اسلامی ان علاقوں پر قبضے کے بعد خود اس کا خاتمہ کر دے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ امارت کے ڈرگ کنٹرول کے اعلیٰ کمیشن نے گزشتہ سال ننگرہار صوبہ کے ضلع شنوار میں ۳۴ ہیروئن بنانے والی لیبارٹریوں کو ختم کیا ہے اور حال ہی میں پاکستان اور ایران سرحد کے قریب ہلمند صوبہ میں مزید ۲۵ لیبارٹریاں ختم کی گئی ہیں۔ صحافیوں اور سفارتکاروں کو ہیروئن لیبارٹریوں کیخلاف کلین اپ آپریشن کا مظاہرہ کرنے کیلئے مدعو کیا گیا تھا اس طرح اسلامی امارت نے جلال آباد شہر' غزنی اور قندھار صوبوں میں غیر ملکی اور مقامی صحافیوں اور سفارتکاروں اور یو این ڈی سی پی کے افسران کی موجودگی میں ہزاروں کلوگرام ہیروئن اور حشیش کو نذر آتش کیا تھا

اس سب کے باوجود اقوام متحدہ نے ان اقدامات کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے اسلامی امارت افغانستان کی قیادت کی طرف سے منشیات کے خاتمے کے لئے جاری کردہ احکامات کے عملدرآمد کے لئے مکمل امداد فراہم کی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ امارت اسلامی کے ساتھ پوست کی کاشت کے

خاتمے میں مدد دینے کی بجائے پوست کا کاشت کئے مسئلے کو امارت اسلامی افغانستان کے خلاف پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کر رہی ہے اور اسی پر مطمئن ہے۔

امارت اسلامی نے اپنے طور پر اس مسئلے کے ملی اور مکمل حل کے لئے پوست کی کاشت کے علاقوں میں کاشتکاروں کے لئے متبادل منصوبے تجویز کئے ہیں۔ لیکن یو این ڈی سی پی ابھی تک تعاون کے لئے آگے نہیں بڑھی ہے۔ تاہم افغانستان میں پوست اور منشیات کی سمگلنگ کے خلاف ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ امارات اسلامی فریضہ ہے۔ ہم اس فریضے کو پورا کرتے رہیں گے چاہے اقوام متحدہ یا بین الاقوامی برادری کی طرف سے کوئی مدد ملے یا نہ ملے۔ لیکن ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم معروف حلقوں کی طرف سے سیاسی محرکات پر لگائی جانے والی پابندیوں کا شکار ہیں۔ تاریخی طور پر پوست کی کاشت افغانوں کی دستکاری نہیں ہے۔ سب لوگ جنگ افیون (War Opium) سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اس کے پس پردہ مقاصد سے بھی واقف ہیں حتیٰ کہ آج بھی ہیروئن تیار کرنے کی اعلیٰ اور نفیس مشینری اور کیمیکل مغرب میں بنائے جاتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ صاف نہیں ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ افغانوں کا کردار اس میں دوسروں کی نسبت کم ہے۔ ہم نے اپنے طور پر عالمی برادری کے سامنے بارہا واضح کیا ہے کہ اگر اس ممنوعہ چیز کا خاتمہ چاہتے ہیں تو انہیں امارت اسلامی کے ساتھ عملی تعاون کرنا چاہیے۔ انہیں پوست کے ساتھ سیاست کو الجھانا نہیں چاہیے اور نہ ہی دوہرا معیار اپنانا چاہیے۔ اقوام متحدہ ابھی تک بدخشاں اور دیگر علاقوں میں منشیات کی تجارت کی مذمت کر رہی ہے جو اپوزیشن کے قبضے میں ہیں، وہ صرف امارت اسلامی پر الزام تراشی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے افغانستان میں پوست کی کاشت کے خاتمے میں عظیم پیش رفت کی ہے تاہم امارت اسلامی افغانستان کی منیشیات کے خلاف اس کا مکمل خاتمے تک جنگ جاری رہے گی۔

افغانستان میں عورتوں کی حالت زار سابقہ ظاہر شاہ، داؤد اور کمیونسٹ حکمرانوں کے دور میں اچھی نہیں تھی۔ کابل اور دیگر شہروں میں لڑکیوں کی ایک محدود تعداد سکول جاتی تھی۔ یہ تعداد افغان خواتین کا صرف ایک فیصد تھی۔ جب کمیونسٹ برسر اقتدار آئے تو صورتحال بد سے بدترین ہو گئی۔ انہوں نے وزارتوں اور دفاتر کو غیر اخلاقی مقامات میں تبدیل کر دیا اور ایسا پھیلتا ہوا انتظامی ڈھانچہ بنایا جس میں نیم تعلیم یافتہ عورتوں کو اپنی نفسانی خواہشات کی تسکین کے لئے ملازم رکھا جاتا تھا۔ یقیناً انہیں حقوق نسواں نہیں کہا جا سکتا۔

بعد کی حکومتوں کے دور میں بھی خواتین کی عظمت کے خلاف سخت اقدامات کئے گئے۔ (اس دور میں) مسلح اہلکاروں نے خواتین کو کھلے عام اغوا کیا، ریپ کیا، اور قتل کیا حتیٰ کہ کچھ عورتوں نے رشید دوستم کے محافظوں سے بچنے کے لئے مائیکروریاں بلڈنگ کمپلیکس کی چھتوں سے چھلانگ لگا دی۔ معاملات سنبھالتے ہی طالبان اسلامی

تحریک نے عورتوں کے خلاف ان مظالم کا خاتمہ کر دیا۔ عورتوں کو اب اپنے اغوا یا زیادتی کا کوئی خوف نہیں ہے وہ آزادانہ سفر کر سکتی ہیں۔ ہر کوئی کابل میں خواتین کی آزادانہ نقل و حرکت کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ ایک ایسے ملک کی عظیم کامیابی ہے جو جنگ کے حالات سے گزر تا رہا ہے۔

عزت مآب امیر المومنین نے عورتوں کو وراثت کا حق دلانے کے لئے فرمان جاری کیا ہے۔ ماضی میں خواتین کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ والدین کی جائیداد کو خاندان کے مرد حضرات میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ امیر المومنین ملا عمر کے فرمان کے بعد اب خواتین کو وراثت میں سے اپنا جائز حصہ مل رہا ہے۔ افغانستان کی یہ ایک روایت تھی کہ اگر کسی افغان خاتون کے شوہر کی موت واقع ہو جاتی تھی تو اسے مجبور کر دیا جاتا کہ وہ مرحوم شوہر کے کسی رشتہ دار یا تعلق واسطے کے فرد کے ساتھ نئے سرے سے شادی کر لے۔ ملا عمر کے فرمان کے بعد اس رسم پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے اب وہ بغیر کسی جبر کے اپنی مرضی سے خود شادی کر سکتی ہے۔

اسی طرح افغانستان میں ایک دوسری روایت یہ بھی تھی کہ اگر کسی فرد کے ہاتھوں کسی کا قتل ہو جاتا تو جرگہ جھگڑے کے تصفیہ کے لئے قاتل خاندان کی کسی لڑکی کو مقتول خاندان میں بیاہ دیتا تھا۔ اس رسم پر بھی ملا عمر نے ایک فرمان کے ذریعہ پابندی لگا دی ہے۔ اب اس طرح کے جھگڑے کا فیصلہ شریعت کے اپنے قوانین کے مطابق کیا جاتا ہے۔

روس کے افغانستان پر قبضہ کے دوران جہاد میں افغان خواتین کا کردار بڑا بے مثال رہا ہے۔ انہوں نے مجاہدین افغانستان کی بھرپور معاونت و مدد کی۔ روایتی طور پر افغان اپنی خواتین کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی جنگ زدہ ملک میں خواتین کی تجارت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے لیکن افغان بحران کے دوران اس طرح کے کسی ایک بھی واقعہ کا حوالہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغان اپنے خون میں ملاوٹ کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

طالبان حکومت نے خواتین کی تعلیم کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی ہے۔ اسلام میں تو تعلیم ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ طالبان حکومت ان احکامات کی پابند ہے تاہم مالی وسائل کی کمی اس میدان میں مشکلات پیدا کر رہی ہے۔ خواتین کی تعلیم کا آغاز کرنے سے پہلے ہمیں انہیں الگ جگہ اور نصاب بھی فراہم کرنا ہوگا جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ ہمیں بے شمار مسائل کا سامنا ہے لیکن اس کے باوجود کابل، مزار شریف اور ہرات کے میڈیکل کالجوں میں کئی ایک خواتین زیر تعلیم ہیں۔ ان میں سے پہلا گروپ اپنی تعلیم مکمل کر کے فارغ بھی ہو چکا ہے۔

جہاں تک اسامہ کے معاملہ کا تعلق ہے انہیں افغانستان نے خود مدعو نہیں کیا ہے کہ افغانستان میں رہائش اختیار کریں۔ وہ طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہونے سے قبل افغانستان میں رہ رہے ہیں۔ اس وقت وہ

امریکہ کی نظر میں ایک ہیرو اور مجاہد تھا۔ تاہم کمیونسٹ روس کے زوال کے بعد امریکہ نے اسے راتوں رات دہشت گرد کا نام دے دیا ہے۔ اسکے بعد امریکہ نے اسے اپنے حوالے کئے جانے کے مطالبے اور میڈیا پروپیگنڈہ کے ذریعہ ایک بہت بڑا کردار بنادیا ہے۔

افغانستان کی حکومت نے اس مسئلہ کے حل کیلئے کئی راستے تجویز کئے ہیں مثال کے طور پر :

۱۔ اگر امریکہ اسامہ کے کے کینیا اور تنزانیہ کے بم دھماکوں میں ملوث ہونے کا ثبوت پیش کردے تو طالبان اسامہ پر افغانستان کی سپریم کورٹ میں مقدمہ چلائیں گے۔

۲۔ افغانستان، سعودی اور دوسرے اسلامی ممالک کے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔

۳۔ او آئی سی کی ایک مانیٹرنگ ٹیم تشکیل دی جائے جو اس بات کی نگرانی کرے کہ اسامہ افغانستان کی سرزمین کو کسی دوسرے ملک کے مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے۔

یہ سب تجاویز ابھی تک برقرار ہیں۔ اس کے علاوہ طالبان کسی چوتھے یا پانچویں آپشن پر بھی تیار ہیں بشرطیکہ اسلامی قوانین اور افغان قوم کی خودداری کا لحاظ کیا جائے۔

لیکن یہ ہر ایک کو جان لینا چاہیے کہ افغانوں پر کوئی حل مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ اگر خلوص دل کے ساتھ کوشش کی جائے تو بات چیت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہوتا ہے۔

## اقوام متحدہ کی پابندیوں کے افغان عوام پر اثرات

ان پابندیوں کا یقیناً افغان عوام پر بڑا شدید اثر پڑے گا۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ ان پابندیوں کو اس طرح نافذ کیا جائے گا کہ ان کا اثر عام افراد پر نہیں بلکہ طالبان حکومت پر پڑے گا۔ یہ دعویٰ محض اپنے عوام اور بین الاقوامی برادری کو بے وقوف بنانے کی ایک چال ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پابندیوں کے اثرات ابھی سے شعبہ صحت، رسل ورسائل، سرمایہ کاری اور بینکنگ وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ امریکہ ایک طرف تو انسانی حقوق کی پاسداری کی بات کررہا ہے تو دوسری طرف خود اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہورہا ہے۔ ان پابندیوں کے بعد افغان کرنسی کی قیمت میں بیس فیصد تک کمی واقع ہوئی جس سے افغان عوام کو تقریباً ایک بلین کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔

صحت عامہ کا شعبہ ان پابندیوں سے بہت بری طرح متاثر ہوا ہے۔ خود اقوام متحدہ کی عام افراد پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "ادویات اور میڈیکل سپلائز کی درآمد کیلئے آریانہ ائیر سروس استعمال کی جاتی تھی کابل میں اندرا گاندھی ہسپتال کے عملہ کے مطابق کابل میں واقع ہسپتالوں

میں استعمال ہونے والی ادویات اور دوسرے طبی سامان کا ۵۰ فیصد آریانہ ہوائی سروس کے ذریعہ لایا جاتا تھا لیکن اب یہ سلسلہ رک چکا ہے۔ افغانستان میں آنکھوں کی بیماری کی حفاظت کے لئے امداد فراہم کرنے والا اہم ترین ادارہ بین الاقوامی مشن کا کابل میں واقع نور آئی ہسپتال ادویات باہر کے ممالک سے آریانہ کے ذریعہ ہی منگواتا تھا پابندیوں کے بعد اب ان کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں رہا۔ دوسری ہیلتھ ایجنسیز مثال کے طور پر (Medair) آریانہ کے ذریعہ دبئی کے راستے ادویات منگواتی تھی۔

ان پابندیوں کی وجہ سے کئی مریضوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑ رہے ہیں۔ افغانستان کے (Pre-ventive Medicine) کے شعبہ کے صدر کے مطابق ان پابندیوں سے کئی ایک مہلک وبائیں ملک میں پھیل چکی ہیں۔ خسرہ، ٹی بی اور لیکیما جیسی بیماریوں کی تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے۔

پابندیوں کا افغان معیشت پر بھی بڑا شدید اثر پڑا ہے افغان تاجر کو اپنے کاروبار چلانے کیلئے اشیاء کے تیار کنندگان کے پاس آرڈر بک کروانے کے لئے لیٹرز آف کریڈٹ کھولنا پڑتے ہیں۔ ماضی میں باہر کے ممالک میں افغان بنکوں کی شاخوں میں ای سی کھولے جاتے تھے جب وہ میچور ہو جاتے تھے تو افغان بنک ان کی ٹرانزیکشن مکمل کرتے تھے۔ اب چونکہ پابندیوں کے بعد افغان بنک دوسرے ممالک میں اپنا کام جاری نہیں رکھ سکتے اسلئے افغان تاجروں کو جو سہولت میسر ہوتی تھی وہ بھی ختم ہوگئی ہے اب وہ صرف کیش ٹرانزکشن کے ذریعہ ہی کاروبار کر سکتے ہیں۔ ایسا بھی کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا ہے کہ رقم کسی کاروباری پارٹی کو فراہم بھی کر دی گئی لیکن اس کے باوجود اس نے مال فراہم نہیں کیا۔

اس مسئلہ کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں بھی بے تحاشا اضافہ ہو چکا ہے۔ افراط زر خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ کاروباری حضرات کیلئے مال منگوانا اور اس کو مارکیٹ میں فروخت کرنا از حد دشوار ہو چکا ہے گزشتہ سال پابندیوں کے بعد انوسٹمنٹ فنڈز نے افغانستان میں صنعتی پراجیکٹس میں رقم لگانے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل سے ہزاروں افغانوں کو روزگار ملتا جبکہ اب صورتحال یہ ہے کہ ان پراجیکٹس میں کام کرنے والے افراد سے روزگار چھن گیا ہے۔

افغانستان معدنیات میں مالا مال ملک ہے۔ جب پابندیاں عائد کر دی گئیں تو گیس اور تیل کے پراجیکٹس جن سے معیشت کو بڑا سنبھالا مل سکتا تھا وہ بھی ان پابندیوں سے بڑے متاثر ہوئے ہیں۔

اگر افغانستان کے راستے ترکمانستان اور پاکستان کے درمیان گیس پائپ لائن بچھ جاتی تو اس سے چالیس ہزار خاندانوں کو بالواسطہ اور بلاواسطہ فائدہ پہنچتا لیکن یونوکال (Unocal) نے جو Cent گیس کنسورشیم میں سب سے بڑا گروپ تھا امریکی دباؤ اور پابندیوں کی وجہ سے اس منصوبہ کو بھی ختم کر دیا۔

یوں امریکہ اقوام متحدہ اور روس کے ذریعہ ایسے اقدامات کر رہا ہے۔ جن سے افغانستان میں سرمایہ کاری کے اعتماد کو شدید دھچکا لگا ہے اور کئی کمپنیاں اپنا سرمایہ واپس بھی نکال چکی ہیں۔ اقوام متحدہ کی پابندیوں کا مقصد دراصل افغانستان کی معیشت کی بحالی کے امکان کو ختم کرنا ہے۔ یہ چیز اس بات کا ثبوت ہے کہ ادارہ چند بڑی طاقتوں کے مفادات کا نگہبان بن چکا ہے یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہ پابندیاں اس موقع پر عائد کی گئیں جب افغانستان اپنی تاریخ کے بدترین قحط کے بحران سے گزر رہا ہے خود اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اس قحط سے 12 ملین افراد متاثر ہوئے ہیں جبکہ دو ملین افراد بھوک کا شکار ہیں۔ یہ پابندیاں اس طاقتور ادارے کی طرف سے عائد کی گئی ہیں جو مسائل کے حل کیلئے بات چیت کا درس دیتا ہے لیکن ان پابندیوں کے نتیجہ میں افغان عوام کو سوائے بھوک، ذردنیماریوں اور دیگر گوناگوں مشکلات کے سوا اور کچھ نہیں مل سکا۔

## اسلامی ممالک کی ذمہ داری

عالم اسلام کو افغانستان کی اسلامی حکومت کو تحفظ فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ افغانستان پر دہشت گردی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی، عورتوں کے حقوق کی خلاف ورزی، منشیات کی پیداوار وغیرہ جیسے بے بنیاد الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔

مسلم عوام کو افغانستان میں اپنے وفود بھیجنے چاہیں جو باقی لوگوں کو اندر کی اصل صورتحال سے آگاہ کریں۔ انہیں اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ افغانستان میں سرمایہ کاری پر توجہ دیں تاکہ مقامی لوگوں کے مسائل میں کمی واقع ہو۔ اس وقت افغانستان قحط کا شکار ہے۔ مسلم دنیا کا یہ مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ افغانوں کی مدد کریں۔ پاکستان اور دوسرے ممالک پر مہاجرین کی مدد کا بوجھ مزید بڑھ گیا ہے اسی طرح اسلامی دنیا کے میڈیا کو بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور بے بنیاد مغربی پروپیگنڈے کا بھرپور جواب دینا چاہیے۔

(بشکریہ روزنامہ ''اوصاف'' ۱۸ فروری)

---

**خط و کتاب کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔**